

نغمۂ فردوس

شکیل بدایونی

مکتبۂ سلطانی بمبئی ۳

نغمۂ فردوس

شکیل بدایونی

طبع اوّل ۱۹۴۸ء
تعداد دو ہزار

قیمت ———

ناشر :-

مکتبہ سلطانی
ابراہیم رحمت اللہ روڈ۔ بمبئی ۳

پرنٹر و پبلشر سلطان حسین تاجر کتب نے اپنے سلطانی فائن آرٹ لیتھو اینڈ پرنٹنگ پریس۔ بھنڈی بازار بمبئی ۳ سے چھاپ کر وہیں سے شائع کیا

انتساب

والدہ مرحومہ کے نام

جنھوں نے مرتے دم تک مجھے دعائیں دیں

شکیل بدایونی

عرضِ مصنّف

عرصہ سے خیال تھا کہ اپنا نغمیہ کلام کتابی صورت میں شائع کروں لیکن میری مصروفیات اور زمانے کے بدلتے ہوئے حالات نے اس ارادہ کی تکمیل نہ ہونے دی۔ سنہ ۱۹۴۶ء کے وسط میں سپلائی کے محکمہ کی ملازمت ترک کرکے دہلی سے بمبئی آیا اور فلم لائن میں نغمہ نگاری کے فرائض کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف رہا۔ اسی دوران میں ملک میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھی جس کی چنگاریاں اب تک دامنِ ہستی میں لپٹی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ ہر طرف کشت و خون، ہر سمت مار دھاڑ۔ ان حالات میں ایک غزل گو سے کسی رومانی شاہکار کی توقع رکھنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ بہرحال مجھے اپنے ذوقِ سلیم پر اعتماد ہے اور شاید یہی اعتماد میرے مذاقِ سخن کی تکمیل کا باعث ہو۔ مجھے مسرت ہے کہ فلمی دنیا کے رنگین ماحول میں رہ کر بھی میری نگاہیں حسنِ ظاہری کے دامِ فریب میں مبتلا نہ ہوئیں۔ ممکن ہے کہ حسنِ ظاہری کی دلفریبیاں مجھے مسحور کر لینے میں کامیاب ہو جاتیں اگر میرے محترم دوست نوشاد علی صاحب میوزک ڈائرکٹر کی نگاہِ زہد آشنا میرے حق میں محتسب نہ بن جاتی اور کرمی عزم صاحب بازید پوری کے پُر زور

مذاقی مشاغل مجھے اپنی جانب متوجہ نہ کر لیتے۔ بہرحال ان احباب کی صحبت سے بہتر ہی پاکیزہ ماحول ہاتھ آیا جو گذشتہ دور میں استاد محترم و معظم و مکرم حضرت مولانا ضیاء القادری کے فیضان تربیت سے مجھے حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ یہ نعتیہ مجموعہ کلام انہیں کی دعاؤں کے نتیجہ کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

نیازمند

شکیل بدایونی

بمبئی ۱۳ ر دسمبر ۱۹۵۷ء

فہرست

اے شہ جن و بشر تجھ پہ درود اور سلام

اے شہ جن و بشر تجھ پہ درود اور سلام
تجھ سے قائم ہے زمانے میں محبت کا نظام

تجھ سے پہلے اسی عالم کی حقیقت کیا تھی
آدمی تھے مگر آدم کی حقیقت کیا تھی

حسد و بغض و عداوت کے سوا کچھ بھی نہ تھا
صرف اک دور جہالت کے سوا کچھ بھی نہ تھا

تو نے آکر دل انساں کو قرینے بخشے
نور وحدت سے دمکتے ہوئے سینے بخشے

نشہ توڑ دیا رسمِ خطا کاری کا
اب دنیا کو دیا درس وفاداری کا
ظلمتِ کفر سے ایمان کو آزاد کیا
قیدِ باطل سے ہر انسان کو آزاد کیا
تو نے سکھلائے زمانے کو اخوت کے چلن
قلبِ مسلم کو دیا حوصلۂ کفر شکن
نکھر دیا رنگ نکھرتی ہوئی تقدیروں میں
زندگی ڈھل گئی قرآن کی تفسیروں میں
اے غریبوں کے سہارے دلِ مسلم کے قرار
اے گنہگار کے حامی مری جاں تجھ پہ نثار
بالیقین باعثِ تخلیقِ دو عالم تو ہے،
میرا مونس مرا آقا مرا ہمدم تو ہے

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

٭

زمیں پہ مستی برس رہی ہے

زمیں پہ مستی برس رہی ہے فلک پہ انوار چھا رہے ہیں
یہ کس کا پرتو ہے جلوہ افگن کہ دو جہاں جگمگا رہے ہیں
یہ کس کے دیدار کی خوشی میں ہے آسمانوں پہ دھوم برپا
یہ کس کی آمد کے پاک نغمے ملائکہ گنگنا رہے ہیں

یہ کون ہے راکبِ معظم براق و رفرف ہیں جس پہ نازاں
ادب سے جبریل کس کے ہمراہ آج سدرہ تک آ رہے ہیں
جبینِ آدم دمک رہی تھی اُنہیں کے نورِ خدا نما سے
یہی جو عرشِ بریں پہ جا کر بشر کی عظمت بڑھا رہے ہیں

یہی وہ ہیں جن کے دم قدم سے ہر ایک دنیا و دیں کی قائم
یہی وہ ہیں خلقِ بے خبر کو جو رازِ ہستی بتا رہے ہیں
یہی وہ ہیں جن کی زندگی نے کیا محبّت کا نام روشن
یہی وہ ہیں جو ہر اک کے ہو کر ہر اک کو اپنا بنا رہے ہیں
یہی وہ ہیں جن کے آستاں پر ہیں تاج والے بھی سر بہ سجدہ
یہی وہ ہیں جو نحیف رہرو کا بوجھ سر پر اٹھا رہے ہیں
یہی وہ ہیں جن کی سیرتِ پاک وجہ تقلید ہے جہاں کو
یہی وہ ہیں جو ہجومِ غم میں گھرے ہوئے مسکرا رہے ہیں
شکیل کس منہ سے ہو ثنائے حبیبِ داور رسولِ اکرم
خدا کے جلوے دکھانے والے خدا کو جلوہ دکھا رہے ہیں

٭

دعا کا اثر آج کام آ رہا ہے

دعا کا اثر آج کام آ رہا ہے
خوشی کا مبارک پیام آ رہا ہے
صبا رہ گذر میں بچھی جا رہی ہے
کوئی رہبرِ خوش خرام آ رہا ہے
یہ کس ذاتِ برحق کی ہے آمد آمد
فرشتوں کا پیہم سلام آ رہا ہے
یہ کون آج انسانِ کامل زمیں پر
بصد عزت و احترام آ رہا ہے

خوشا بختِ آدم کہ بزمِ فنا میں
امینِ حیاتِ دوام آ رہا ہے
جو والشمس چہرہ تو واللیل گیسو
جلو میں لئے صبح و شام آ رہا ہے
در و بام سے پھوٹ نکلیں ضیائیں
دو عالم کا ماہِ تمام آ رہا ہے
مٹاتا ہوا کفر کی ظلمتوں کو
وہ خورشید بالائے بام آ رہا ہے
لرزتا ہے میخانۂ کفر و باطل
صداقت کا گردش میں جام آ رہا ہے
یتیموں، غلاموں کی بگڑی بنانے
کوئی مونسِ خاص و عام آ رہا ہے

بشارت رسولوں نے دی آ کے جس کی

وہ لے کر خدا کا پیام آ رہا ہے

خوشا نطقِ رنگیں زہے خوش کلامی

زباں پر محمدؐ کا نام آ رہا ہے

زہے جلوۂ بے مثالِ محمدؐ

جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ

⁂

خشک ہونٹوں پر ترانے آ گئے

خشک ہونٹوں پر ترانے آ گئے
شادمانی کے زمانے آ گئے

آسمانوں سے تمام اسباب نور
بزمِ امکاں کو سجانے آ گئے

غنچہ و گل نے بھرا محفل میں رنگ
چاند تارے جگمگانے آ گئے

گلکدے میں طائرانِ خوشنوا
رقص کرنے گنگنانے آ گئے

نو بہ نو نظارہ ہائے مست مست
دیدہ و دل میں سمانے آگئے

صبح کے جلوے حریمِ فرش پر
نور کی چادر بچھانے آگئے

انبیا و قدسیان سر بلند
اپنا اپنا سر جھکانے آگئے

ہو چکی آرائشِ کون و مکاں
ایک مرکز پر زمانے آگئے

دی صدا روح الامین نے دفعتاً
شاہِ دیں جلوہ دکھانے آگئے

نعرۂ صل علیٰ کی گونج... سے
وجد میں خود شادیانے آگئے

مژدہ اے اُمّت کہ ختم المرسلین
بختِ خوابیدہ جگانے آگئے

نورِ ایماں بن کے از سر تا بہ پا
کفر کی ظلمت مٹانے آگئے

بزمِ کثرت میں یقیں کے ساز پر
نغمۂ وحدت سنانے آگئے

جان و دل صدقے بہ ہر نقشِ قدم
دہر کو جنت بنانے آگئے

بیکسوں کو پوچھتا ہی کون تھا
بیکسوں کے ناز اٹھانے آگئے

زحمتِ بے جا و ظُلم و جور سے
ناتوانوں کو بچانے آگئے

اللہ اللہ خسرو کون مکاں
راہرو کے بوجھ اٹھانے آگئے
مختلف ارباب رنگ و نسل کو
ایک ہی مرکز پہ لانے آگئے
دل کی ہر دھڑکن یہ کہتی ہے کہ ہیں
شادمانی کے زمانے آگئے

نبیوں کے سردار محمدؐ

نبیوں کے سردار محمدؐ
نبیوں کے سردار

حاملِ صد اسرار محمدؐ   آئینۂ انوار محمدؐ
نبیوں کے سردار محمدؐ   نبیوں کے سردار
نبیوں کے سردار

اللہ اللہ جذبِ محبّت   خود ہے خدا کو دید کی حسرت
خالق کے دلدار محمدؐ   خالق کے دلدار
نبیوں کے سردار

خلقِ مجسم رحمت کامل ہو گئی آساں اس کی مشکل

جس نے کہا اکبار محمدؐ ... جس نے کہا اکبار

نبیوں کے سردار

دردِ محبت نیک ارادے حق سے بخشش کے وعدے

امت کے غم خوار محمدؐ ... امت کے غم خوار

نبیوں کے سردار

بحرِ حوادث زیست بداماں کیسی موجیں کیسا طوفاں

نیّا کھیون ہار محمدؐ ... نیّا کھیون ہار

نبیوں کے سردار

قاطعِ ہجراں بن کر آؤ درد کا درماں بن کر آؤ

جینا ہے دشوار محمدؐ ... جینا ہے دشوار

نبیوں کے سردار

رُخ پہ شکیبؔ اک نور ہویدا   آنکھ میں ہے طیبہ کا نقشہ

دل ہے ترا دربار محمدؐ... دل ہے ترا دربار

نبیوں کے سردار

۞

بے پردہ جلوہ ہائے جہاں آفریں ہوئے

بے پردہ جلوہ ہائے جہاں آفریں ہوئے
مہمانِ عرش عازمِ عرشِ بریں ہوئے
اللہ کی طرف سے پیامِ طلب لئے
حاضر حضور شاہ میں روح الامیں ہوئے
کعبہ میں تھے حبیبِ خدا صرفِ خوابِ ناز
جبریل جبہہ سائے قدومِ حسیں ہوئے
ماتھا رگڑ دیا کفِ پائے حضور سے
بیدار خوابِ ناز سے سلطانِ دیں ہوئے

چلئے برائے سیرِ مقامِ دنیٰ حضور
گویا بصد نیاز یہ روح الامیں ہوئے
اوّل ادب سے شکر کا سجدہ ادا کیا
پھر شہسوارِ دوشِ براقِ حسیں ہوئے
اقصیٰ میں آپ آ گئے بیت الحرام سے
آ کر یہاں امامِ صفِ مرسلیں ہوئے
سب انبیا نے آپ کے پیچھے پڑھی نماز
سب کے امام سرورِ دنیا و دیں ہوئے
خطبہ ثنا کا اپنی پڑھا ہر رسول نے
مدحت طراز ختمِ رسل بعد ازیں ہوئے
بعد فراغِ خطبہ بہ ایمائے جبرئیل
اقصیٰ سے آپ عازمِ عرشِ بریں ہوئے

تیزی براق میں تھی کہیں برق سے سوا
پہونچی جہاں نگاہِ تخیل وہیں ہوئے
سدرہ پہ آکے حضرت جبریل رک گئے
سرکار اس مقام پہ رفرف نشیں ہوئے
طے سب ہوئیں دنیٰ فتدلیٰ کی منزلیں
فائز مقامِ حمد پہ سلطانِ دیں ہوئے
نور خدا میں جذب ہوا نورِ مصطفےٰ
نزدیکِ حق حضور معلےٰ مکیں ہوئے
رازِ نیازِ طالب و مطلوب اے شکیل
اب تک خدا گواہ کہ افشا نہیں ہوئے

٭

مدینہ دل سے مدینہ سے دِل جُدا نہ ہوا

مدینہ دل سے مدینے سے دل جُدا نہ ہوا
نگاہِ لُطف کے قرباں حضور کیا نہ ہوا

ولائے ساقیٔ کوثر سے دل جُدا نہ ہوا
خدا کی شان ہے کعبہ شراب خانہ ہوا

پئے نجاتِ جہاں لُطفِ حق بہانہ ہوا
حسابِ فردِ عمل کیا۔ ہوا ہوا۔ نہ ہوا

تمھاری شان دکھانا تھی اہلِ دنیا کو
بغیر وجہ نہ قائم یہ کارخانہ ہوا

مرے کریم نے بخشا بلا حساب مجھے
بنا یہ میرے گناہوں کا شاخسانہ ہوا

مریضِ ہجرِ نبی کس طرح شفا پاتا
دوا شناس کوئی درد آشنا نہ ہوا

تو وہ کریم ہے تیرے سوا زمانے میں
کوئی شکیل کا ہمدرد و ہم نوا نہ ہوا

بیخودی میں کیا بتائیں ہم کہ ہم نے کیا کیا

بے خودی میں کیا بتائیں ہم کہ ہم نے کیا کیا
جس طرف جلوہ ترا آیا نظر سجدہ کیا

کر کے نالہ ہجرِ طیبہ میں مجھے رُسوا کیا
اضطرابِ دردِ دل یہ ہائے تو نے کیا کیا

جلوۂ در پردہ دیکھا ہو گئے بے خود کلیم
عرش پر دیدارِ حق آقا نے بے پردا کیا

بُت گرے بتخانے ٹوٹے کلمۂ توحید سے
حشر تم نے کائناتِ کفر میں برپا کیا

خلوتِ عرشِ بریں سے تم نے آکر دہر میں
دین کی تبلیغ کی اسلام کا چرچا کیا

چشمے پتھر سے اُبلنا عین فطرت ہے کلیم
دستِ رحمت سے رواں ہر کار نے دریا کیا

دیکھ کر ہم عاصیوں پر لطف و رحمت کی نظر
بخششِ امت کا حق نے آپ سے وعدہ کیا

آج بھی ہے اے خوشا قسمت امیدِ مغفرت
محو دل سے تیری رحمت نے غمِ فردا کیا

جلوۂ روئے نبی نے دل میں آکر اے شکیلؔ
عرش کے انوار سے روشن مرا سینہ کیا

٭٭

باغِ جناں ہے میکدہ عید سی ہے بہار میں

باغِ جناں ہے میکدہ عید سی ہے بہار میں
شیشۂ بادۂ طہور ہے کفِ بادہ خوار میں

قصرِ جناں کی ہے کلید دستِ خطا شعار میں
کس کو مجال دم زدن رحمتِ کردگار میں

فردِ عمل کا ہر ورق بن گیا نور کا طبق
تھا یمِ مغفرت نہاں دیدۂ اشکبار میں

ظلمتِ معصیت مٹا جلوۂ حق نما دکھا
بدر کے چاند آ ذرا میری شبِ مزار میں

ہمتِ حق نے بار بار سعیٔ شمار کی ہزار
روزِ جزا نہ آسکے جُرم مرے شمار میں

نقشِ قدومِ مصطفےٰ ہیں سرِ راہ جلوہ زا
ذرّے ہیں رشکِ آفتاب دامنِ کوہسار میں

تابشِ برقِ طورؔ ہے، صحنِ حرم میں نور ہی
عرش کی چاندنی ہے فرشِ روضۂ نور بار میں

جس کے امیں ازل سے تھے آدمؑ و یوسفؑ و مسیحؑ
ہیں وہ تمام خوبیاں بدر کے تاجدار میں

سازِ ترنّم آفریں بزم میں ہے درود خواں
صلِّ علیٰ کی ہے صدا نغمۂ خوشگوار میں

ساقیٔ خلد کے نثار ہے وہی مے وہی خمار
ہے وہی نشۂ طہور دیدۂ مے گسار میں

سوئے حرم بلا اسے بابِ کرم دکھا اسے
جانِ شکیلؔ زار بھی کب سے ہے انتظار میں

٭

کرمِ ساقیٔ کوثر جو بدستور رہے

کرمِ ساقیٔ کوثر جو بدستور رہے
چشمِ مےکش میں خمارِ مئے منصور رہے

روشنی بدر کے ذروں کی سرِ طور رہے
چاند برکفِ کلسِ روضۂ پُرنور رہے

مجھ کو یارب ہو عطا حوصلۂ چشمِ کلیم
تا ابد جلوہ فشاں برقِ سرِ طور رہے

عیدِ میلاد کی یارب ہو مسرت ہر روز
جانِ مسلم ابدی عیش سے مسرور رہے

اے نسیمِ چمنِ طیبہ سُنا وہ نغمے
لُطف اندوزِ مسرتِ دلِ رنجور رہے
تو قریبِ رگِ جاں ہے یہ غرض ہے اس سے
کہ گنہگار نہ رحمت سے تری دور رہے

٭

مجھے پروا نہیں آلودۂ عصیاں اگر ہوں میں

مجھے پروا نہیں آلودۂ عصیاں اگر ہوں میں
یہ کیا کم ہے کہ فردِ امتِ خیر البشر ہوں میں

مجسّم حُسن بن کر دیدۂ پُر شوق میں آجا
قسم تیری محبت کی سراپا منتظر ہوں میں

طلوعِ مہر سے روشن ظہورِ سرورِ دیں ہے
جبھی تو قائلِ رنگینیٔ حُسنِ سحر ہوں میں

نہ چھوڑا خاکِ راہِ شوق اڑ کر رہبرِ دامن کو
مری تعظیم کر دیوانۂ خیر البشر ہوں میں

حضوری کا شرف حاصل ہی دربارِ رسالت مین
حریم ذات سے فی الواقعہ نزدیک تر ہوں میں

شبِ معراج کے رنگیں تصور سے یہ عالم ہے
مجھے محسوس ہوتا ہی فرازِ عرش پر ہوں میں

غمِ ماضی غمِ فردا غمِ دنیا غمِ عقبیٰ
نگاہِ لطف ہی مجھ پر تو سب سے بیخبر ہوں میں

یہ سب کچھ اے شکیل اُس رحمتِ عالم کا صدقہ ہی
کہ اہلِ علم و فن ہوں صاحبِ فکر و نظر ہوں میں

٭

وقف تھے قدسی ازل سے جنکی طاعت کے لئے

وقف تھے قدسی ازل سے جن کی طاعت کیلئے
آئے وہ دنیا میں دنیا کی ہدایت کے لئے

ٹوٹے پڑتے ہیں ستارے منتظر ہے آفتاب
احترامِ آمدِ صبحِ ولادت کے لئے

باعثِ تخلیقِ عالم آپ ہنگامِ ازل
آپ شایاں منصبِ ختمِ رسالت کے لئے

ہے محبت اُن کی معراجِ حیاتِ جاوداں
مر رہا ہوں اُن پہ تکمیلِ محبت کے لئے

ہے جناں بر کفِ جزائے عشق سلطانِ جناں
یعنی ہے جنت ہماری ہم ہیں جنت کے لئے
ہوگئی دوری حضوری خواب میں آئے حضور
مضطرب کب سے نگاہیں تھیں زیارت کے لئے
سُن کے محشر میں گنہگاروں کے نالے اے شکیلؔ
وہ مقامِ حمد سے آئے شفاعت کے لئے

؎

زہے اوجِ نطقِ کلامِ محمدؐ

زہے اوجِ نطقِ کلامِ محمدؐ
پیامِ خدا ہے پیامِ محمدؐ
خوشا رفعت و احترامِ محمدؐ
ہے عرش بریں زیرِ گامِ محمدؐ

محبت سے سرشار ظرفِ صداقت
صداقت سے لبریز جامِ محمدؐ
غلام اور آقا کی تمیز مشکل
زہے حاصلِ فیضِ عامِ محمدؐ

الٰہی ہم اربابِ مِہر و ثنا کو
عطا کر وہی صبح و شامِ محمدؐ

جہاں اُن کے قدموں سے روشن ہے لیکن
بلند از جہاں ہے مقامِ محمدؐ

یہ مہرِ درخشاں، یہ ماہِ منوّر
فروزاں ہے حُسنِ تمامِ محمدؐ

جبینِ فلک اب بھی سوئے زمیں ہے
یہ ہے غالباً احترامِ محمدؐ

تعیّن کی حد سے یقیناً ہیں آگے
جو نظریں ہیں بالائے بامِ محمدؐ

مصائب میں رہ کر بھی کیا مطمئن ہے
خوشا فطرتِ شادکامِ محمدؐ

کہاں ہم شکیبؔ اور کہاں نعت گوئی
یہ سب کچھ ہے فیضِ دوامِ محمدؐ

موجِ مئے کوثر ہے تو جنّت کی ہوائیں

موجِ مئے کوثر ہے تو جنّت کی ہوائیں
اللہ رے ارضِ شہِ بطحیٰ کی فضائیں

کیجے تو شہِ دین کے توسّل سے دعائیں
ممکن ہی نہیں آپ جو مانگیں وہ نہ پائیں

تعظیم کے قابل ہے مرے دل کا دھڑکنا
دیتا ہے یہ دل نامِ محمدؐ کی صدائیں

اے شاہِ مدینہ تری سیرت کی بدولت
مشہور ہیں اربابِ محبّت کی وفائیں

ہے منتظرِ چشمِ کرم نیکیٔ اعمال
دامانِ شفاعت میں ہیں مسرورِ خطائیں

یوں پینے کو مل جاتی ہے سبکو مئے عرفاں
تقدیر ہے اسکی جسے سرکار بلائیں

اے آتشِ دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلو!
کیا ہو جو گنہگار کے آنسو نکل آئیں

ہر روح شکیلؔ اپنی بہر لحظہ معطر
آتی ہیں شب و روز مدینے کی ہوائیں

∴

دکھادے جذبِ دل کی اک جھلک عشقِ نبی اپنی

دکھادے جذبِ دل کی اک جھلک عشقِ نبی اپنی
تمنا ہے مدینے میں گذاروں زندگی اپنی

محمد مصطفےٰ کی سیرتِ اقدس کا کیا کہنا
شہ دیں بن کے دنیا کو دکھا دی سادگی اپنی

خوشا رحمت دعائیں دیں مذمت کرنیوالوں کو
زہے شفقت ہر اک دشمن سے رکھی دوستی اپنی

نہیں دنیا میں کوئی مونس و ہمدم تو کیا پروا
یہ کیا کم ہے تری دامن سے ہے وابستگی اپنی

یقین ہے ہم گنہگاران امت کو کہ محشر میں
نہ دیکھی جائے گی اُن سے فسردہ خاطری اپنی
شکیل افسوس وقتِ رخصتِ ماہِ صیام آیا
خدا پھر لائے گا یہ دن اگر ہے زندگی اپنی

⁂

امام المرسلیں تم ہو شفیعِ عاصیاں تم ہو

امام المرسلیں تم ہو، شفیعِ عاصیاں تم ہو
دل و جاں تم پہ صدقے مونسِ بیچارگاں تم ہو
مری ہستی کی عظمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی
تمہاری خاکِ پا ہوں میں شہِ کون و مکاں تم ہو
قسم اس پرسشِ پیہم کی اے جود و عطا والے
خدا کی رحمتیں اُس پر ہیں جس پر مہرباں تم ہو
زمانہ فخر کرتا ہے تمہاری ذاتِ اقدس پر
جہاں ہے تم سے روشن وجہِ تخلیقِ جہاں تم ہو
مبارک ہوں یہ روزوں کے مقدس دن مسلماں کو
زہے قسمت شکیلؔ ان ساعتوں کے قدرداں تم ہو

ادب اے یادِ شادکام رسول

ادب اے یادِ شاد کام رسول
آرہا ہے زباں پہ نام رسول
مرحب عزّ و احترام رسول
منزلِ عرش ہے مقام رسول
ہر نظر جلوہ ، ہر نفس فردوس
اے خوشا نسبتِ دوام رسول
دیکھئے پھر کمالِ رحمتِ حق
کچھ طلب کیجئے بنام رسول

درد تعمیر زندگی کی قسم

ہے پیامِ خدا پیامِ رسول
اکثر از خود خدا کے نام کے بعد
آگیا ہے لبوں پہ نام رسول
ذرہ ذرہ ہے شادماں تو شکیبؔ
کیوں ہو، محروم فیضِ عامِ رسول

غمِ عشقِ احمدِ مصطفےٰ مری زندگی میں سمائے جا

غمِ عشقِ احمدِ مصطفےٰ مری زندگی میں سمائے جا
تجھے اپنے جذب کا واسطہ مجھے یوں بھی اپنا بنائے جا

شبِ قدر کتنی حسین ہے تو انہیں تابشوں کی قسم تجھے
جیسے عرش وطور سے دیکھا ہے وہی جلوہ مجھ کو دکھائے جا

مری ہمنشیں مرے زاہدا یہ خمارِ حُبِّ رسول ہے
مجھے ہوش آنہ سکے گا اب تو ہزار ہوش میں لائے جا

جدھر آنکھ اٹھا کے میں دیکھوں میں نظر میں تیری تجلیاں
اس ادا سے اے رُخِ شاہِ دیں مری چشمِ شوق میں آئے جا

تو شفیعِ محشر ہے بالیقیں، میں گنہگار ہوں غم نہیں
مجھے دے کے مژدۂ مغفرت مری ہر خطا کو چھپائے جا
ہی شکیلؔ حاصلِ دیں یہ لگن ہو زباں پہ صلِّ علیٰ کی دُھن
کسی اور نغمے سے کیا غرض یہی ایک نغمہ سنائے جا

زاہد ترے مجرم سے کہے ہوش میں آجا

زاہد ترے مجرم سے کہے ہوش میں آجا
اے رحمتِ محبوبِ خدا جوش میں آجا

اے حسن رُخِ ساقی کوثر ترے صدقے
میری نگہ میکدہ بردوش میں آجا

میں تیرے لئے ہوں مرا دل تیرے لئے ہے
آجا تو اسی جنتِ روپوش میں آجا

عالم یہ گنہگار کا ہوگا سرِ محشر
وہ خود یہ کہیں گے مرے آغوش میں آجا

تسکین و مداوائے نظر خوار میں کب تک
اک دن تو مری انجمن ہوش میں آجا

ای یاد شہنشاہ دو عالم تری قرباں
محفل کو لئے خلوت خاموش میں آجا

یہ کس کی تجلّی ہے شکیل اپنی نظر میں
سرکار مدینہ ہیں۔ ذرا ہوش میں آجا

٭

اے صلِ علیٰ دل کی دنیا کچھ اور ہی پائی جاتی ہے

اے صلِ علیٰ دل کی دنیا کچھ اور ہی پائی جاتی ہے
سرکارِ دو عالم کی صورت آنکھوں میں سمائی جاتی ہے
دیوانوں کا جب یہ عالم ہے پھر اُن کی کشش کا کیا کہنا
جس سمت اٹھاتے ہیں یہ قدم اس سمت خدائی جاتی ہے
اے سرورِ دیں، اے ہادیٔ کل، اے ماہِ مبیں اے ختمِ رسل
وہ آپ کا در ہے جس در پر تقدیر بنائی جاتی ہے
ہوتا ہے کرم کے وعدوں سے سوزِ غمِ فرقت اور فزوں
اک آگ بجھائی جاتی ہے اک آگ لگائی جاتی ہے

آشوب قیامت کیا کہیے ۔ ہنگامۂ محشر کیا کہیے
دیدشہ بطحا کی خاطر یہ بزم سجائی جاتی ہے
نظارہ شکیل آساں ہے اگر احساس عقیدت خام ہو
وہ سامنے خود آجاتے ہیں جب آنکھ اٹھائی جاتی ہے

☆

عالم ہر ایک عالم برتر تمھیں سے ہے

عالم ہر ایک عالم برتر تمھیں سے ہے
تم مظہرِ خدا ہو مقدر تمھیں سے ہے
تزئینِ ماہ و انجم و اختر تمھیں سے ہے
میری شبِ فراق منوّر تمھیں سے ہے
پھولوں میں تم بہار میں تم رنگ و بو میں تم
دامانِ روزگار معطّر تمھیں سے ہے
تکمیلِ ذوقِ بادۂ گلرنگ کی قسم
رندوں میں شغلِ زمزم و کوثر تمھیں سے ہے

یوں تو ہوئے ہزار امینِ پیامِ حق
لیکن فروغ نامِ پیمبر تمھیں سے ہے

تم نے سکھائے خلق کو آدابِ بندگی
یہ اہتمام مسجد و منبر تمھیں سے ہے

تخلیق اضطراب کے ساماں تو کم نہیں
لیکن تسلئ دلِ مضطر تمھیں سے ہے

محبوب ذوالجلال ہو تم اے شہِ امم
رحمت کا آسرا سرِ محشر تمھیں سے ہے

توصیف کس زباں سے تمھاری کریں شکیلؔ
انساں کی ذات افضل و اطہر تمھیں سے ہے

؎

موت ہی نہ آجائے کاش ایسے جینے سے

موت ہی نہ آجائے کاش ایسے جینے سے
عاشقِ نبی ہو کر دور ہوں مدینے سے

فرقتِ محمدؐ میں خوں فشاں ہیں یوں آنکھیں
جیسے مے چھلکتی ہو سرخ آبگینے سے

کون سی دعا ہے وہ۔ جو اثر نہیں رکھتی
ہاں مگر یہ لازم ہے مانگئے قرینے سے

زندگی کے طوفاں میں جبکہ ناخدا تم ہو
کیوں نہ ہوں خدا والے مطمئن سفینے سے

اے حسینِ بطحا سُن، ہے یہی خوشی میری
عمر بھر لگا رکھوں تیرے غم کو سینے سے
آنکھ بند کرتے ہی ہم تو شکیلؔ اکثر
چل دیئے مدینے کو آ گئے مدینے سے

٭

جذب ہے تابشِ نظر ختمِ رسل کی ذات میں

جذب ہے تابشِ نظر ختمِ رسل کی ذات میں
آئی جو بن کے شمعِ حق انجمنِ حیات میں

جن کے امیں ازل سے تھے آدم و یوسف و مسیح
ہیں وہ تمام خوبیاں سرورِ کائنات میں

فردِ گناہ پر مری رشک ہے اہلِ حشر کو
کس نے چھپا لیا مجھے دامنِ التفات میں

جس کے فروغ کی ہوئی غارِ حرا سے ابتدا
پھیل گئی وہ روشنی عرصۂ شش جہات میں

چہرۂ تابناک پر رقصِ تبسمِ سحر
جلوۂ زلف کی قسم دن کی جھلک ہے رات میں
مونس دردِ بیکساں تیرے خیال کے نثار
مل گئی دولتِ سکوں کشمکشِ حیات میں
وہ تو حسینِ بد رنے درسِ وفا دیا شکیل
ورنہ کسی کا کون تھا غمکدۂ حیات میں

٭

سلاطین جہاں کے دل میں ارمان غلامی ہے

سلاطین جہاں کے دل میں ارمانِ غلامی ہے
عجب شاہانہ دربار شہنشاہ گرامی ہے

بلائیں رد، مصائب دور، دل مسرور ہوتے ہیں
وہ مسعود و مبارک مصطفےٰ کا نام نامی ہے

ہے اس امید پہ دل میں یقین مغفرت پیہم
گنہگاران امت کا شفیع حشر حامی ہے

ہے ساقی شیشہ بر کف خلد کی رنگیں فضاؤں میں
لب کوثر ترقی پہ جنون تشنہ کامی ہے

حدِ ادراک سے بالا ہے اوجِ گنبدِ خضرا
زمیں بوسِ حرم ہے آسماں دنیا سلامی ہے
تری مجلس ہی شاہا وہ مساوات آفریں مجلس
جہاں یکساں عراقی، مغربی، ہندی و شامی ہے
فغاں مسلم کی سن حجرہ سے اٹھ اے صاحبِ نصرت
کہ ہر لب پر فغم قم یا حبیبی کمتنامی ہے
رسائی ہے شکیبؔ اس صف میں مداحِ رسالت کی
جہاں رومی جہاں خسرو جہاں جامی نظامی ہے

۞

زہے جلوۂ بے مثالِ محمدؐ

زہے جلوۂ بے مثالِ محمدؐ
خدا خود ہے محوِ جمالِ محمدؐ

قدم چوم لیتا ہے عرشِ بریں تک
یہ ہے شانِ اوجِ کمالِ محمدؐ

نہ دنیا کی حسرت نہ عقبیٰ کی چاہت
بس اک آرزوئے وصالِ محمدؐ

جمالِ حقیقت جمالِ خدا ہے
جمالِ خدا ہے جمالِ محمدؐ

خدا کی قسم اس کی مشکل ہو آساں
جو مشکل میں کرے خیالِ محمدؐ

ازل سے ابد تک ہر اک دل میں قائم
خوشا عظمتِ لازوالِ محمدؐ

خطا ہر گنہگار کی حق نے بخشی
نہ دیکھا گیا انفعالِ محمدؐ

شکیلؔ اپنی ہستی پہ ہے ناز مجھ کو
کہ ہوں زیرِ دامانِ آلِ محمدؐ

٭

فراق و ہجر کے حالاتِ غم کا ماجرا سُن لے

فراق و ہجر کے حالاتِ غم کا ماجرا سُن لے
گذرتی ہے جو دل پر اک شبِ ہجر دو سرا سُن لے

ترے دیدار کی حسرت تڑپتی ہے ان آنکھوں میں
کبھی تو اک نگاہِ مضطرب کی التجا سُن لے

اسی آواز میں پنہاں ہے تفسیرِ حیات اپنی
مری آقا مرے ٹوٹے ہوئے دل کی صدا سُن لے

زمانے میں کوئی تیرے سوا ایسا نہیں دیکھا
جو اپنے دشمنوں میں بھی بھلا کہہ دے برا سُن لے

اگر سینے میں دل ہو اک مسلمان کے نوا یا ہو
تڑپ جائے اگر نامِ محمد مصطفےٰ سن لے

ہے ربطِ خالق و مخلوق اُن کی ذات سے قائم
جو میں کہہ دوں تو وہ سن لیں جو وہ کہہ دیں خدا سن لے

ہوا کرتی ہے جن ہونٹوں کو تیری نام سے جنبش
اُٹھیں ہونٹوں سے اب کچھ شکوۂ اہلِ وفا سن لے

عیاں ہی تجھ پہ شاید تیری امت کی زبوں حالی
یتیموں کی فغاں سن لے غریبوں کی دعا سن لے

ذرا یہ نازکی باتیں سنبھل کے آہستہ آہستہ
نہ جانے کوئی کیا کہہ دے نہ جانے کوئی کیا سن لے

٭

ای ہادیٔ کل ای ختم رسل ای شاہ امم ای سرورِ دیں

ای ہادیٔ کل ای ختمِ رسل ای شاہِ امم ای سرورِ دیں
تو صبحِ ازل تو شامِ ابد کونین میں تجھ سا کوئی نہیں
یہ خشکی و دریا تیرے لئے یہ گلشن و صحرا تیرے لئے
ہوتا جو نہ تو اے فخرِ بشر واللہ نہ ہوتے اہلِ زمیں
مسجودِ ملائک ذات تری معمورِ صداقت بات تری
ہر ذرہ ترا ہر رات تری ای آئینۂ ادراک و یقیں
ہر چند حضوری تھی لیکن جبریل بھی جرأت کر نہ سکے
ای نورِ مجسم تیری سوا پہونچا نہ کوئی تا عرشِ بریں

دل ہو تری جانب تیز قدم دل پر بھی کبھی اک چشمِ کرم
اک چشمِ کرم کے صدقے میں ہو جائے یہ دنیا اور حسیں

سرکارِ دو عالم کی صورت ، خلّاقِ دو عالم کی طاعت
نظّاروں سے روشن میری نظر سجدوں سے منوّر میری جبیں

رشکِ چمنِ افلاک ہے یہ گلزارِ شہِ لولاک ہے یہ
جنّت سے شکیبؔ افضل ہو نہ کیوں طیبہ کی فضا بطحا کی زمیں

طلب و جنوں عطا کر مجھے اے شہِ مدینہ

طلب و جنوں عطا کر مجھے اے شہِ مدینہ
کہ فروغِ زندگی ہے تری آرزو میں جینا

مجھے تیری در کی حسرت تھی مقام طاہری تک
جو ہٹیں یہاں سے نظریں، نظر آگیا مدینہ

قدم اُن کے چومتا ہے بہ ادب خود آکے ساحل
جو بھنور میں چھوڑتے ہیں تری نام پر سفینہ

جو نفس ہے یادِ رب میں، جو قدم ہے راہِ حق میں
تری پاک زندگی سے کوئی سیکھ لے قرینہ

درِ حق کی جستجو میں درِ مصطفیٰؐ پہ چلیے
کہ حریمِ عرشِ رب کا درِ مصطفیٰؐ ہے زینہ
جو نظر ہے مطمئن ہے، جو نفس ہے شادماں ہے
وہ شکیلؔ جا رہا ہے کوئی جانبِ مدینہ

☆

مقامِ فرش و فلک ہی نہیں مقامِ رسولؐ

مقامِ فرش و فلک ہی نہیں مقامِ رسولؐ
حریمِ عرش کی رفعت ہے زیرِ گامِ رسولؐ
زہے بلندیٔ اعزاز و احترامِ رسولؐ
خدا کے بعد لیا جا رہا ہے نامِ رسولؐ
حضورِ حق نہیں کچھ امتیازِ شاہ و گدا
حدیثِ حُسنِ مساوات ہے کلامِ رسولؐ
یہ ربطِ خالق و مخلوق لے تعالی اللہ
وہی پیامِ خدا ہے وہی پیامِ رسولؐ

جو مدعا ہے وہ مل جائے گا بحکمِ خدا
جو مانگنا ہے طلب کیجئے بنامِ رسولؐ

ذرا تو اپنی طرف دیکھ امتِ عاصی
ترے خیال میں گذری ہیں صبح و شام رسولؐ

شکیلؔ یہ عین عبادت اسی کو کہتے ہیں
خدا کی یاد ہو دل میں زباں پہ نامِ رسولؐ

مدینے کی فضا ہے اور میں ہوں

مدینے کی فضا ہے اور میں ہوں
درِ خیر الوریٰ ہے اور میں ہوں
نگاہیں عرش کے جلووں میں گم ہیں
جمالِ مصطفےٰ ہے اور میں ہوں
مری ہستی ہے اور خاکِ مدینہ
جنوں کی انتہا ہے اور میں ہوں
مکمّل کر رہا ہوں دین و ایماں
ولائے مصطفےٰ ہے اور میں ہوں

غمِ ہجرِ محمدؐ بنے صدقے
مرا عہدِ وفا ہے اور میں ہوں

خدا ہے اور حبیبِ کبریا ہے
حبیبِ کبریا ہے اور میں ہوں

مرے عصیاں کی پرسش ہو رہی ہے
عطائے کبریا ہے اور میں ہوں

شکیبؔ اپنے سخن پر کیوں نہ ہو ناز
ثنائے مصطفٰےؐ ہے اور میں ہوں

❁

دل مبتلائے الفتِ خیر الانام ہے

دل مبتلائے الفتِ خیر الانام ہے
حاصل نفس نفس کو عروجِ دوام ہے
عالم تمام صرفِ درود و سلام ہے
شاید مری زباں پہ محمدؐ کا نام ہے
ہجرِ نبی کو گردشِ دوراں سے کیا غرض
دنیائے آرزو میں سحر ہے نہ شام ہے
خم کیوں سرِ نیاز نہ ہو تیرے حکم پر
تیرا جو حکم ہے وہ خدا کا پیام ہے

زاہد ہے بزمِ حشر میں شرمندۂ عمل
رندانِ مصطفےٰ میں وہی شغلِ جام ہے
دنیا کی دولتوں کی نہیں آرزو مجھے
مجھ کو تو صرف تیری محبت سے کام ہے
واللہ جزو طاعتِ حق ہے ترا خیال
جو تجھ سے دور ہو وہ عبادت حرام ہے
فیضِ نبی سے دشت بھی جنت ہوا شکیل
کتنا بلند اہلِ جنوں کا مقام ہے

چشمے ہیں رواں نور کے طیبہ کی زمیں سے

چشمے ہیں رواں نور کے طیبہ کی زمیں سے
ہے بارشِ انوارِ خدا عرش بریں سے

جلوے تھے جو پردے میں نہاں طور پہ موسیٰ
ظاہر ہوئے معراج کی شب اُن کی جبیں سے

وہ صاحبِ قوسین ہیں اُن کا قدمِ ناز
ہے منزلوں آگے حدِ ادراک و یقیں سے

اے کوئے شہنشاہ دو عالم ترے صدقے
بگڑی ہوئی بنتی ہے زمانے کی یہیں سے

گنجینۂ کونین بھی اُس خاک پہ قرباں
جس خاک کو نسبت ہے مدینے کی زمیں سے
اک راز ہے تخلیق جمال بشری بھی
سدرہ پہ ہیں وہ آپ مکیں اوج دنیٰ پر
اونچا ہے مقام آپ کا جبریل امیں سے
محشر میں شکیل اپنی خطاؤں پہ ہوں نازاں
امید شفاعت ہے مجھے سرور دیں سے

٭

ہے دل میں جلوۂ رخِ تابانِ مصطفےٰ

ہے دل میں جلوۂ رخِ تابانِ مصطفےٰ
قندیل کعبہ ہے تہِ دامانِ مصطفےٰ
سمجھے نہ ہم خدا کی قسم شانِ مصطفےٰ
کھائی خدا نے خود قسم جانِ مصطفےٰ
بے خوف حشر میں ہیں غلامانِ مصطفےٰ
دارالاماں ہے گوشۂ دامانِ مصطفےٰ
باہر حدِ خیال سے ہے شانِ مصطفےٰ
ہر عزت و وقار ہے شایانِ مصطفےٰ

خوبانِ بزم حُسن ہیں قربان مصطفےٰ
اللہ رے تابشِ رُخِ تابانِ مصطفےٰ

نصرت بدوش ہے علَمِ شانِ مصطفےٰ
فتحِ مبیں ہے بہرِ غلامانِ مصطفےٰ

پُرساں گناہگار کا محشر میں کون تھا
حاصل ہوئی اماں نہ دامانِ مصطفےٰ

خود ہیں مقامِ حمد پہ صرفِ ثنائے حق
بالائے عرشِ حق ہے ثناخوانِ مصطفےٰ

رفعت حضور کی حدِ امکاں سے ہے بلند
ہے اوجِ عرش تا حدِ پایانِ مصطفےٰ

ادراکِ معرفت نہ کما حقہٗ ہوا
جبریل گو تھے خاصۂ خاصانِ مصطفےٰ

جنت بنا دے گل کدۂ کائنات کو
ہاں اے نسیم جنبشِ دامانِ مصطفےٰ

زاہد ہے بزم حشر میں شرمندۂ عمل
کوثر بکف ہے مجمعِ رندانِ مصطفےٰ

سیرت جہاں نواز ہے صورت خدا نما
ہے خالقِ جمال ثنا خوانِ مصطفےٰ

محفل نوائے نعت سے مدہوش ہے شکیلؔ
ہے لب پہ نغمۂ لبِ حسّانِ مصطفےٰ

؞

جلوۂ حسن آفریں دیکھا!

جلوۂ حسن آفریں دیکھا
حسن سلطان نازنیں دیکھا
صورت خواجۂ حسن کے نثار
مصطفیٰ کا رخِ حسیں دیکھا
طورِ سینا بنا مرا سینہ
دل میں جب آپ کو مکیں دیکھا
صرف خوابِ لحد ہے لعل یمن
چاند پنہاں تہِ زمیں دیکھا
فیض سلطان عارفیں سے شکیلؔ
قلب میں جلوہ مبیں دیکھا

آنکھیں ہیں جلوہ خانۂ محبوب الٰہی

آنکھیں ہیں جلوہ خانۂ محبوب الٰہی
دل کیوں نہ ہو دیوانۂ محبوب الٰہی
واعظ! تری جنت کی قسم دیکھ تو جا کر
فردوس ہے مے خانۂ محبوب الٰہی
روشن ہے مجھی پر مرے جینے کی حقیقت
ہر سانس ہے افسانۂ محبوب الٰہی
حقّا کہ ہے آئینۂ انوارِ دو عالم
اک جلوۂ مستانۂ محبوب الٰہی

وہ عہدِ خزاں ہو کہ بہاراں ہو بہر رنگ

وا ہے در میخانۂ محبوبِ الٰہی

گلشن کو اگر دیدۂ ظاہر سے نہ دیکھو

ہر پھول ہے پیمانۂ محبوبِ الٰہی

دولت ہی نگاہوں میں مگر پا نہیں سکتا

بدبخت ہے بیگانۂ محبوبِ الٰہی

جب فرطِ عقیدت سے شکیلؔ آنکھ اٹھائی

تھا سامنے کاشانۂ محبوبِ الٰہی

٭

جنوں میں کاش ہو اتنا اثر غریب نواز

جنوں میں کاش ہو اتنا اثر غریب نواز
نظر اٹھاؤں تو آئیں نظر غریب نواز
مرے قدم ہوں تری رہ گذر غریب نواز
مری جبیں ہو ترا سنگ در غریب نواز
نہ مجھ کو خواہش جنت نہ فکر حور و قصور
بس اک نگاہِ محبت اثر غریب نواز
تمھاری بارگہِ ناز ہے مری دُنیا
میں اس کو چھوڑ کے جاؤں کدھر غریب نواز

شبِ فراق کی پُرنور ساعتوں کی قسم
ترے دیار میں ہوگی سحر غریب نواز
یہ کامیابیِ پیہم یہ شانِ اوجِ کمال
شکیلؔ مجھ سے نہیں بے خبر غریب نواز

۞

روز محشر سرخرو ہونیکا ارماں چاہئے

روز محشر سرخرو ہونے کا ارماں چاہئے
دل میں جوش الفتِ شاہِ شہیداں چاہئے

جزو ایماں ہے محبت اہلِ بیتِ پاک کی
دل میں پیہم خواہشِ تکمیلِ ایماں چاہئے

سرفروشِ کربلا کی پیروی ہے فرضِ عین
اتباعِ ملتِ محبوبِ یزداں چاہئے

خود بخود ہو جاتی ہے آساں ہر مشکل شکیل
ہاں مگر لطفِ محمد فضلِ رحماں چاہئے

دلربا ہے کس قدر شانِ جمالِ غوث پاک

دل ربا ہے کس قدر شانِ جمالِ غوث پاک
ہے جہاں شیدائی حسنِ بے مثالِ غوث پاک
آنکھ کے پردوں میں بے پردہ نظر آنے لگی
ہے پسِ آئینہ تصویرِ جمالِ غوث پاک
سر جھکاتے ہیں قدم پر اُن کے قطب و اولیا
ہے مسلّم دہر میں جاہ و جلالِ غوث پاک
میکدہ جیلاں ہے فیضِ ساقیٔ تسنیم سے
ہے ظہورِ خلد صہبائے وصالِ غوث پاک

ہے ابد آثار اُن کا اقتدار غوثیت
اہلِ عرفاں میں نہیں کوئی مثالِ غوثِ پاک

اُن کے اکرام و عطا یا کم نہ ہوں گے تا ابد
رہتی دنیا تک ہے فیضِ لازوالِ غوثِ پاک

نورِ عرفاں سے ہے سینہ پر مدینہ کا گماں
جلوہ فرما دل میں ہے پیہم خیالِ غوثِ پاک

جذب ہے شکلِ ملیحِ مصطفےٰ دل میں شکیلؔ
ہوں نمک پروردۂ جود و نوالِ غوثِ پاک

⁂